طلاق میں لحوق وعدم لحوق کا جائزہ: لسان الحکام فی معرفۃ الاحکام کے تناظر میں

A review of Lohuq and Adm-e-Lohuq in divorce: in the context of the Lisan- ul-Hukkam fi Ma'rifat -al-Ahkaam:

محمد راشد*

Abstract

"Marriage is the name of a lifelong bond and is the legitimate and spiritual way for the continuation of humanity. If the eternal bond of marriage cannot be maintained with its rights and etiquettes, various religious, moral, and social rules and regulations have been prescribed to sustain it. If all measures taken by the couple become ineffective, then as a last resort, the sacred law has reluctantly and with great disapproval left the option of divorce, described as ‘the most disliked of the permissible acts,’ to be used step by step so that, if necessary, this path can be chosen to resolve marital issues or to escape from such problems.

In Islamic jurisprudence, the terms ‘joining’ and ‘non-joining’ refer to whether the second divorce after the first or the third divorce after the second is connected to the first one or not—that is, whether the second or third divorce is effective after the first one has been given. This article will discuss this topic in detail

Keywords: Talaq(Divorce),Luoq Idda, Ba’in, Raj’i.

*پی ایچ ڈی اسکالر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامیات، جامعہ کراچی

لسان الحکام فی معرفۃ الاحکام علامہ ابن شحنہ مصری حنفیؒ کی مشہور و معروف کتاب ہے۔ اصل مسئلہ سے پہلے مصنف اور کتاب کا مختصر تعارف دیا جاتا ہے۔

مصنف کا مختصر تعارف:

نام و نسب: آپ کا اسم گرامی احمد، والد محترم کا نام ابوالیمن محمد بن محمد ہے۔ ابوالولید آپ کی کنیت، ثقفی حلبی نسبت اور ابن الشحنہ کے نام سے مشہور و معروف ہیں[1]۔ لسان الحکام کے مصنف کا نام احمد ہے، جیسا کہ سطور بالا سے معلوم ہوا لیکن پاکستان میں جو نسخے طبع کیے گئے ہیں، ان میں مصنف کا نام ابراہیم بن ابی الیمن محمد الحنفی لکھا گیا ہے جو کہ غلط ہے[2]۔ اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ بعض معجمات میں بھی ابراہیم بطور مصنف لسان الحکام مذکور ہے، چنانچہ معجم المؤلفین میں ہے:

ابراهيم بن الشحنة (882 ھ) (1477 م) ابراهيم بن محمد، المعروف بابن الشحنة الحلبي (برهان الدين، أبو الوليد) فقيه. له لسان الحكام في معرفة الاحكام[3].

ترجمہ: ابراہیم بن الشحنہؒ (متوفی: 883ھ 1477ء): ابراہیم بن محمد جو ابن الشحنہ حلبی کے نام سے معروف ہیں، برھان الدین، ابوالولید کنیت ہے، فقیہ ہے، اس کی ایک کتاب کا نام لسان الحکام فی معرفۃ الاحکام ہے۔

ہدیۃ العارفین میں ہے:

ابْن الشّحْنَة - ابراهيم بن مُحَمَّد بن مُحَمَّد بن مُحَمَّد أَبُو الْوَلِيد الْحلَبِي الْحَنَفِيّ الْمَعْرُوف بِابْن الشّحْنَة توفى سنة 882 اثْنَتَيْنِ وَثَمَانِينَ وَثَمَانمِائَة.لَهُ لِسَان الْحُكَّام فِي معرفَة الاحكام.[4]

ترجمہ: بن الشحنہ ابراہیم بن محمد بن محمد بن محمد ابوالولید حلبی حنفی جو ابن الشحنہ کے نام سے معروف ہیں، 882 آٹھ سو بیاسی ھجری میں وفات پائے۔ اس کی ایک کتاب کا نام لسان الحکام فی معرفۃ الاحکام ہے۔

علامہ زرکلی اس غلطی پر تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أحمد بن محمد بن محمد، أبو الوليد، لسان الدين ابن الشحنة الثقفي الحلبي: قاض، مولده ووفاته بحلب. ناب عن جدّه في كتابة السرّ بالقاهرة، وولي قضاء الحنفية ببلده، ومات بالطاعون. له (لسان الحكام في معرفة الأحكام - ط) ألفه حين ولي القضاء، ولم يتمه[5]

ترجمہ: ابن الشحنہ: احمد بن محمد ابوالولید، لسان الدین ابن الشحنہ ثقفی حلبی، قاضی تھے، جائے پیدائش اور وفات حلب ہے۔ قاہرہ میں اپنے دادا کے کاتب السر کے عہدے میں نائب بنے، اپنے شہر (حلب) میں حنفیہ کے قاضی مقرر ہوئے، طاعون کے مرض میں آپ کا انتقال ہوا، آپ کی ایک مطبوعہ کتاب لسان الحکام فی معرفۃ الحکام کے نام سے ہے، لیکن مکمل نہیں ہے۔

ابن شحنہ کہنے کی وجہ: آپ کو اپنے جد امجد محمود جو کہ ابن الشحنہ کے نام سے مشہور ہے، کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے ابن الشحنہ کہا جاتا ہے۔[6]

ولادت باسعادت: آپ کی ولادت 844ھ بمطابق 1439ء کو مقامِ حلب میں ہوئی [7] آپ کا تعلق ایک ممتاز علمی خاندان سے ہے۔ آپ کے خاندان کے کئی افراد نے اپنے اپنے دور میں حلب کے محکمہ قضاء میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے ہیں۔ ویسے آپ کا تعلق ایک علمی خانوادہ سے تھا، اس لیے علم وفنون میں رسوخ وپختگی تھی ہی، البتہ زہد وفروع، عقل ودانشمندی میں بھی آپ یکتا تھے، معاملہ فہمی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علامہ سخاویؒ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

كَانَ عَاقِلا كيسا عفيفا مشاركا فِي الْفَرَائِض مَعَ فتور ذهنه وَله نظم وسط،[8]

ترجمہ: آپ عاقل، سمجھدار، پاکدامن تھے، ذمہ داریوں میں جتے ہوئے تھے، فطین تھے، متوسط درجے کے نظم بھی کہتے تھے۔

معجم المطبوعات العربیۃ والمعربیۃ میں ہے:

> احمد بن محمد بن محمد قاضي القضاة لسان الدين أبو الوليد بن الشحنة قاضي الحنفية بحلب وخطيب جامعها الاموي ...وألف خطبا فائقة وكتابا سماه " لسان الحكام في معرفة الاحكام " ألفه حين تولى القضاء بحلب وكان دينا صالحا ذا خضوع وتضرع وبكاء ورقة ۔[9]

ترجمہ: احمد بن محمد بن محمد: چیف جسٹس لسان الدین ابوالولید ابن الشحنۃ، حلب کے حنفی قاضی اور جامع مسجد اموی کے خطیب تھے، آپ نے شہ کار خطبے اور ایک کتاب تالیف کی جس کا نام لسان الحکام فی معرفۃ الاحکام ہے، یہ آپ نے اس وقت تالیف کی جب آپ حلب کے قاضی تھے ۔آپ متدین، نیک خو، خشوع وخضوع، (خوفِ خدا میں) رونے والے اور نرم دل تھے۔

وفات: آخر میں آپ طاعون میں تھے، آپؒ کی وفات بروز جمعرات صفر المظفر کی آخری تاریخ یا یکم ربیع الاول 882ھ بمطابق 1477ء کو ہوئی۔ اور آپ کو حلب دفن کیا گیا۔10

لسان الحکام فی معرفۃ الاحکام کا مختصر تعارف:

مصنف اپنے زمانہ کے قاضی تھے، قضاء کی باریکیوں کو دیکھ کر آپ نے فن قضاء میں ایک مختصر کتاب لکھنے کا ارادہ کیا تاکہ قاضیوں کے لیے حل تنازعات میں مدد ومعاون ثابت ہو سکے، چنانچہ آپ اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

وَبعد فَلَمَّا ابْتليت بالقضا وَجرى الحكم وَمضى أَحْبَبْت أَن أجمع مُخْتَصرا فِي الْأَحْكَام منتخبا من كتب سَادَاتنَا الْعلمَاء الْأَعْلَام ذَاكِرًا فِيهِ مَا يكثر وُقُوعه بَين الْأَنَام على وَجه الإتقان والإحكام ليَكُون عونا للحكام على فصل القضايا وَالْأَحْكَام۔[11]

ترجمہ: جب محکمہ قضاء کی ذمہ داریاں میرے سر پر آگئیں اور میری تقرری کا حکم نامہ جاری ہو گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ اپنے علماء سابقین کی کتب سے تخلیص کر کے ایسی مختصر کتاب ترتیب دیدوں جس میں تمام مشہور مسائل آجائیں۔ یہ میں نے اس لیے کیا تاکہ (بعد میں آنے والے) قاضیوں کے لیے تنازعات کے فیصلہ کرنے میں معاون ثابت ہو۔

آپ نے اپنی ترتیب کے مطابق تیس فصول لکھنے تھے، لیکن ان میں سے اکیس فصول لکھ چکے تھے کہ داعی اجل آگئے اور آپ اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ بقیہ نو فصلیں علامہ برھان الدین ابراہیم خالعی نے لکھیں۔ کتاب مختصر ہونے کے باوجود "بقد کہتر، بقامت بہتر" کی مصداق ہے اور اس میں کئی ایسے مسائل آگئے ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں ملتے ہیں۔ مشہور محقق ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ لسان الحکام کی اہمیت کے بارے میں رقمطراز ہیں:

ان کتابوں کے علاوہ ادب القاضی کے موضوع پر حنفی نقطہ نظر سے لکھی جانے والی دو اور کتابیں بھی قابل ذکر ہیں جو اپنی جامعیت اور حسن ترتیب کی وجہ سے ہر دور میں مقبول ومتداول رہی ہیں۔ ان دونوں کتابوں میں ان ساری بحثوں کا بہت عمدہ، فاضلانہ اور منطقی اسلوب پر مرتب خلاصہ مل جاتاہے۔ جو ان کتابوں کی تالیف سے قبل فقہائے حنفیہ اس موضوع متعلقہ مباحث کرتے رہے ہیں۔......... دوسری کتاب علامہ طرابلسیؒ ہی کے قریبی زمانہ اور قریبی وطن کے ایک فقیہ لسان الدین ابوالولید احمد بن محمد ابن الشحنہ (متوفی 882ھ) کی کتاب لسان الحکام ہے۔ یہ بزرگ اپنے زمانہ کے نمایاں حنفی فقہاء میں سے تھے اور کافی عرصہ اپنی جائے پیدائش اور وطن حلب کے قاضی بھی رہے۔ انہوں نے اپنی کتاب لسان الحکام لکھنے کا ارداہ اس وقت کیا جب ان کو قاضی مقرر کیا گیا۔ اس کتاب کے لیے انہوں نے بہت جامع نقشہ ترتیب دیا تھا اور تمام ضروری موضوعات کو تیس ابواب میں مرتب کرنے کا پروگرام بنایا تھا، لیکن غالباً عہدہ قضاء کی مصروفیات اتنی زیادہ تھیں کہ نہ تو اپنے اصل نقشہ کے مطابق زیادہ تفصیل سے لکھ سکے اور نہ پورے تیس ابواب مکمل کر سکے ۔[12]

طلاق میں لحوق وعدم لحوق:

نکاح زندگی بھر کے بندھن کا نام ہے، یہی بقائے انسانی کا حلال روحانی راستہ ہے، اس کو ضابطوں کے بجائے رابطوں سے نبھاتے رہنا چاہیے لیکن یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان فطرتاً کمزور ہے اور اس کو زندگی میں مختلف مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یوں نکاح جیسے عظیم تعلق سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

نکاح کا دائمی بندھن اگر اپنے حقوق وآداب کے ساتھ قائم نہ رہ سکے تو اسے قائم رکھنے کے لیے مختلف شرعی، اخلاقی اور معاشرتی ضوابط وروابط کو بروئے کار لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر جوڑ کی ساری تدبیریں غیر موثر ہو کر رہ جائیں تو شریعت مطہرہ نے آخری حل کے طور پر انتہائی ناگواری اور ناپسندیدگی کے ساتھ ابغض الحلال [13] کہہ کر مرحلہ وار طلاق کا مختصر راستہ بھی چھوڑا ہے تاکہ بوقت ضرورت ازدواجی مشکلات کو حل کرنے یا ایسی مشکلات سے نکلنے کے لے طلاق کا راستہ اختیار کیا جائے۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ حکمت طلاق کے بارے میں لکھتے ہیں:

"لیکن بعض اوقات ایسی صورتیں بھی پیش آتی ہیں کہ اصلاح حال کی تمام کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں اور تعلق نکاح کے مطلوبہ ثمرات حاصل ہونے کے بجائے طرفین کا آپس میں مل کر رہنا ایک عذاب بن جاتا ہے، ایسی حالات میں اس زدواجی تعلق کا ختم کر دینا ہی طرفین کے لیے راحت اور سلامتی کی راہ ہو جاتی ہے، اس لیے شریعت اسلام نے بعض دوسرے مذاہب کی طرح یہ بھی نہیں کیا کہ رشتہ ازدواج ہر حال میں ناقابل فسخ ہی رہے، بلکہ طلاق اور فسخ نکاح کا قانون بنایا، طلاق کا اختیار تو صرف مرد کو دیا جس میں عادۃً فکر وتدبر اور تحمل کا مادہ عورت سے زائد ہوتا ہے۔ عورت کے ہاتھ میں یہ آزاد اختیار نہیں دیا تاکہ وہ وقتی تاثرات سے مغلوب ہو جانا جو عورت میں بہ نسبت مرد کے زیادہ ہوتا ہے، وہ طلاق کا سبب نہ بن جائے"[14]

حکم اور اثر کے اعتبار سے طلاق کی تین قسمیں ہیں: رجعی، بائن، مغلظہ۔

1-طلاقِ رجعی:

صریح اور صاف لفظوں میں جن سے طلاق کے علاوہ کوئی دوسرا مطلب نہیں نکلتا، ایک یا دو طلاق دی جائے تو یہ طلاق رجعی ہے۔

موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے:

"اتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ عَلَى أَنَّ الصَّرِيحَ فِي الطَّلاَقِ هُوَ: مَا لَمْ يُسْتَعْمَل إِلاَّ فِيهِ غَالِبًا، لُغَةً أَوْ عُرْفًا۔"[15]

ترجمہ: فقہاء کا اتفاق ہے کہ طلاق میں صریح سے مراد وہ الفاظ ہیں جو طلاق کے علاوہ کسی اور مفہوم میں لغتاً اور عرفاً استعمال نہ ہوتے ہوں۔

حکم:

اس حکم یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگئی، مگر عورت کی عدت پوری ہونے سے پہلے پہلے شوہر کو عورت کی رضامندی ونشا کے بغیر بھی، اپنی دی ہوئی طلاق لوٹانے کا مجاز ہے۔ عدت گذرنے کے بعد بھی اس کی گنجائش ہے کہ مرد وعورت باہمی رضامندی سے نکاح کرلیں۔ یہ ضروری نہیں کہ عورت کسی مرد کے نکاح میں جاکر پھر واپس آئے۔

اب اگر ایک طلاق رجعی دی ہے تو شوہر کو آئندہ دو طلاق کا حق باقی رہے گا اور دو طلاق دی ہے تو صرف ایک طلاق کا حق باقی رہے گا۔[16]

فقہاء کرام نے رجوع کرنے کی دو صورتیں لکھی ہیں: رجوع بالقول، رجوع بالفعل۔

(i) رجوع بالقول سے مراد یہ ہے کہ شوہر بیوی سے کہے کہ میں نے آپ سے رجوع کرلیا، میں نے تم کو لوٹالیا، میں نے تم کو روک لیا۔

مذکورہ جملوں سے رجعت ہو جاتی ہے چاہے رجعت کی نیت ہو یا نہ ہو، لیکن یہ شرط ہے کہ بیوی سامنے موجود ہو اور براہ راست اس سے خطاب ہو رہا ہو۔ اگر بیوی سامنے موجود نہیں ہے تو بھی رجوع بالقول ہو سکتا ہے۔ اس کا بہتریں طریقہ یہ ہے کہ رجعت کے وقت دو گواہ بنالے اور ان کے سامنے کہے کہ تم دونوں گواہ رہنا کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کرلی ہے یا میں نے اس کو لوٹالیا، وغیرہ۔

رجوع بالقول مستحب اور اولیٰ ہے، علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

" والاولیٰ ان یقول نحو : راجعتک۔۔۔ والمستحب ان یراجع بالقول"[17]

ترجمہ: زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ کہہ دے مین نے تم سے رجوع کیا---اور مستحب یہی ہے کہ رجوع قول کے ذریعے کرلے۔"

2-طلاق بائن:

طلاق بائن یہ ہے کہ گول مول الفاظ (کنایہ کے الفاظ سے، کنایہ کی تفصیل آئے گی) میں طلاق دی ہو یا طلاق کے ساتھ کوئی صفت ایسی ذکر کی جائے جس سے اس کی سختی کا اظہار ہو، مثلاً یوں کہے کہ "تجھ کو سخت طلاق، یا لمبی چوڑی طلاق" وغیرہ۔[18]

موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے:

كَمَا اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ الْكِنَائِيَّ فِي الطَّلَاقِ هُوَ: مَا لَمْ يُوضَعِ اللَّفْظُ لَهُ، وَاحْتَمَلَهُ وَغَيْرَهُ[19]

ترجمہ: جیسا کہ فقہاء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ طلاق میں الفاظ سے مراد وہ الفاظ ہیں جو طلاق کے لیے وضع نہ کیے گئے ہوں اور ان میں طلاق کے علاوہ دوسرے معانی کا احتمال بھی ہو۔

طلاقِ بائن واقع ہونے کی صورتیں: ان صورتوں میں طلاق بائن واقع ہوتی ہے:

صراحت کردے کہ وہ طلاق بائن دے رہا ہے۔

عورت سے کچھ معاوضہ لے کر یا اس کے واجب الاداء حقوق معاف کرا کر طلاق دے۔

کنایہ الفاظ طلاق کی نیت سے کہے، جیسے: میرا تیرا کوئی رشتہ نہیں اور نیت طلاق کی ہو۔ ہاں! اس کے بعض الفاظ مستثنیٰ ہیں اور وہ یہ ہیں: تو اپنی عدت گذار لے، تو اپنی رحم کو فارغ کر لے، تو اکیلی ہے کہ ان سے طلاق رجعی ہی واقع ہوتی ہے۔

ایسے کنایہ الفاظ جو طلاق کے معنی میں بہ کثرت استعمال ہونے کی وجہ سے صریح کے درجہ میں آ گئے ہوں، ان کے بارے میں بھی صحیح رائے یہی ہے کہ ان سے بھی طلاق رجعی ہی واقع ہوتی ہے۔ ایلاء کے ذریعہ واقع ہونے والی طلاق بھی بائن ہوتی ہے.

قاضی کے ذریعہ تفریق کی اکثر صورتیں بھی طلاق بائن کے حکم میں ہیں۔[20]

حکم:

طلاقِ بائن کا حکم یہ ہے کہ بیوی فوراً طلاق سے نکل جاتی ہے اور شوہر کو رجوع کا حق نہیں رہتا، البتہ عدت کے اندر بھی اور عدت ختم ہونے کے بعد بھی نئے مہر کے ساتھ نیا نکاح کر سکتے ہیں۔[21]

3- طلاقِ مغلظہ:

تین طلاق دینے کو 'طلاقِ مغلظہ' کہتے ہیں۔ اس کو اصطلاح میں 'بائن کبریٰ' اور اس کے مقابلے میں طلاق بائن کو 'بائن صغریٰ' بھی کہا جاتا ہے۔22

ڈاکٹر وہبہ زحیلی طلاق مغلظہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> أن يكون طلاقاً ثالثاً، سواء أكان مكملاً للثلاث تفريقاً، بأن يطلق الرجل زوجته كل مرة طلقة، أم مقترناً بالثلاث لفظاً أو إشارة[23]

ترجمہ: بینونہ کبریٰ (مغلظہ) طلاق یہ ہے کہ تین طلاقین ایک ساتھ دی جائیں چاہے تینوں ایک ساتھ دی جائیں چاہے لفظ تین کے ساتھ

مقترن ہو یا اشارتاً تین کا ذکر کیا جائے۔

حکم:

ایک ساتھ تین طلاق دے دینا سخت گناہ ہے، لیکن طلاق واقع ہو جاتی ہے خواہ ایک ساتھ دے یا الگ الگ۔

لحوق کا معنی و مفہوم:

لحوق کے لفظی معنی ہیں: ملنا، پانا۔ اسی سے ایک لفظ ہے: الحاق جس کے معنی ہیں: ایک چیز کو دوسری چیز سے ملانا۔ جس کو ملایا جائے اس کو مُلحِق، جس سے سے ملایا جائے، اسے مُلحق بہ" کہتے ہیں۔[24]

فقہ میں لحوق اور عدمِ لحوق سے مراد یہ ہے کہ پہلی طلاق کے بعد دوسری طلاق یا دوسری طلاق کے بعد تیسری طلاق دی جائے تو کیا یہ آخری طلاق پہلی سے ملحق ہوتی ہے یا نہیں یعنی پہلے دی ہوئی طلاق کے بعد دوسری یا تیسری طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔ اس کی کچھ صورتیں ہیں جو آنے والی سطور میں درج کی جائیں گی۔

علامہ ابن شحنہ مصری (844ھ-882ھ) کی کتاب "لسان الحکام فی معرفۃ الاحکام" مختصر ہونے کی باوجود بہت سے نادر مسائل کا مجموعہ ہے ، گویا "بقد کہتر بقامت بہتر" کی مصداق ہے۔ اس میں دوسرے مسائل کے ساتھ یہ مسئلہ بھی زیر بحث آئی ہے کہ پہلی طلاق کے بعد دوسری طلاق کب معتبر ہے اور کب نہیں؟ اس بارے میں آپ لکھتے ہیں:

البائن لا یلحق البائن اِلا اذا تقدم سببه ،بان قال لها: ان دخلت الدار فانت بائن ،ونوی به الطلاق ثم ابانها ثم دخلت الدار ،وهی فی العدة فحینئذ یلحقه ، وقال زفر رحمه الله : البائن لا یلحق البائن مطلقاً۔[25]

ترجمہ: طلاقِ بائن طلاق بائن سے ملحق نہیں ہوتی ہے اِلا یہ کہ اس کا سبب متقدم ہو جیسے میاں اپنی بیوی سے یوں کہے کہ اگر آپ گھر میں داخل ہوئیں تو تجھے طلاق بائن ہے" اور اس سے اس کی نیت بھی طلاق کی ہو۔ یہ کہنے کے بعد شوہر نے (اسی) بیوی کو طلاق بائن دیدی اور پھر بیوی دورانِ عدت مشروطہ گھر میں داخل ہوئی تو یہ دوسری طلاق بائن بھی واقع ہو گی (کیونکہ اس کا سبب وقوع "شرطِ دخول" متقدم (اس سے پہلے) ہے۔ امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ طلاق بائن طلاق بائن سے مطلقاً ملحق نہیں ہوتی ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ:

طلاق صریح " طلاق صریح اور طلاق بائن " دونوں سے ملحق ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اگر مطلقہ رجعیہ کو طلاق صریحی رجعی یا طلاق بائن

دیدے تو طلاق بالاجماع واقع ہو گی کیونکہ زوجیت کا تعلق (من وجہ) قائم ہے۔[26]

طلاق بائن سے صریحی ملحق ہوتی ہے، بائن نہیں۔ لہذا اگر خلع کی عدت گزارنے کو طلاق بائن دی جائے تو واقع نہیں ہو گی کیونکہ طلاقِ بائن کی محل وہ عورت ہے جس کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم ہو اور یہاں خلع کی وجہ سے ازدواجی تعلق ختم ہو چکا ہے، لیکن اگر اس کو طلاق صریحی دی جائے تو ہمارے یہاں واقع ہو گی، امام شافعیؒ کے یہاں واقع نہیں ہو گی۔

آخر میں ان تمام کا خلاصہ اور لب لباب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کونسی طلاق واقع ہوتی ہے اور کونسی نہیں؟ اس کو ہمارے شیخ قاضی القضاۃ جناب سعدالدین دیری حنفیؒ نے اپنے اس شعر میں منظوم کیا ہے:

وكل طلاق بعد آخر واقع سوىٰ بائن مع مثله لم يعلق [27]

ترجمہ: ہر وہ طلاق جو دوسری طلاق کے بعد دی جائے، واقع ہوتی ہے، سوائے اس بائن کے جو بائن کے بعد ہو اور پہلی پر معلق نہ ہو۔

غرضیکہ آپ کے مطابق لحوق اور عدم لحوق کے بارے میں یہ چار قسمیں بنتی ہیں:

طلاق بائن "بائن" سے ملحق نہیں ہوتی ہے اِلا یہ کہ اس کا سبب متقدم ہو

طلاق صریح "صریح" سے ملحق ہوتی ہے۔

طلاق صریح "طلاق بائن سے ملحق ہوتی ہے۔

طلاق بائن طلاق صریح سے ملحق ہوتی ہے۔[28]

مصنف نے مرکزی عنوانات کو گنوایا ہے، ورنہ غور سے دیکھا جائے تو اس کی مزید قسمیں بھی بنیں گی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ طلاق ثانی طلاق اول سے ملحق ہوتی ہے یا نہیں سو اس بارے میں قاعدہ یہ ہے:

طلاق یا تو صریح ہو گی یا کنایہ۔ دونوں صورتوں میں اس سے رجعی واقع ہو گی یا بائن، اس طرح طلاق کی چار قسمیں بنتی ہیں:

صریح رجعی، جیسے: تجھے طلاق ہے۔

صریح بائن، جیسے: تجھے پہاڑ برابر طلاق۔

کنایہ رجعی، جیسے: تو عدت گزار۔

کنایہ بائن، جیسے: نکل میرے گھر سے۔

اگر شوہر عدت کے دوران اپنی زوجہ کو دوسری طلاق دیتا ہے تو دوسری طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟اس بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ طلاق اول مذکورہ بالا چار طلاقوں میں سے لازماً کوئی ایک ہو گی۔ اس طرح طلاق ثانی بھی ان چاروں میں سے کوئی ایک ہو گی۔ اس طرح کل سولہ صورتیں بنتی ہیں۔ان سولہ صورتوں میں سے بعض میں طلاق ثانی واقع ہوتی ہے اور بعض میں نہیں۔ذیل میں ان کا نقشہ دیا جاتا ہے:

نمبر شمار	طلاق اول	طلاق ثانی	مثال	حکم
1	صریح رجعی	صریح رجعی	انت طالق،انت طالق	دو رجعی طلاقیں
2	صریح رجعی	صریح بائن	انت طالق،انت طالق اشد الطلاق	دو بائن طلاقیں
3	صریح رجعی	کنایہ رجعی	انت طالق،اعتدی	دو رجعی
4	صریح رجعی	کنائی بائن	انت طالق،انت بائن	دو بائن
5	صریح بائن	صریح رجعی	انت طالق اشد الطلاق،انت طالق	دو بائن
6	صریح بائن	صریح بائن	انت طالق اشد الطلاق،انت طالق اشد الطلاق	دو بائن
7	صریح بائن	کنائی رجعی	انت طالق اشد الطلاق،اعتدی	دو بائن
8	صریح بائن	کنائی بائن	انت طالق اشد الطلاق،انت بائن	ایک بائن
9	کنائی رجعی	صریح رجعی	اعتدی،انت طالق	دو رجعی
10	کنائی رجعی	صریح بائن	اعتدی،انت طالق اشد الطلاق	دو بائن
11	کنائی رجعی	کنائی رجعی	اعتدی،اعتدی	دو رجعی

12	کنائی رجعی	کنائی بائن	اعتدی،انت بائن	دو بائن
13	کنائی بائن	صریح رجعی	انت بائن،انت طالق	دو بائن
14	کنائی بائن	صریح بائن	انت بائن،انت طالق اشد الطلاق	دو بائن
15	کنائی بائن	کنائی رجعی	انت بائن،اعتدی	دو بائن
16	کنائی بائن	کنائی بائن	انت بائن،انت بائن	ایک بائن

لحوق وعدم لحوق کے اصول:

یہ نقشہ دو اصولوں پر مبنی ہے۔اگر ان کا استحضار رہے تو فہم مسائل میں بڑی سہولت رہے گی:

1-پہلا اصول:

پہلا اصول یہ ہے کہ جس صورت میں طلاق اول بائن ہو، چاہے صریح بائن ہو یا کنائی بائن ہو، اور طلاق ثانی کنائی بائن ہو۔اس صورت میں طلاق ثانی طلاق اول کے ساتھ لاحق نہیں ہوگی باقی صورتوں میں لحوق ہوگا۔

2-دوسرا اصول:

دوسرا اصول یہ ہے کہ رجعی اور بائن جب جمع ہو جاتی ہیں تو دونوں بائن ہوتی ہیں، چاہے بائن پہلے ہو یا بعد میں، یا یوں تعبیر کرلیں کہ بائن طلاق، رجعی طلاق کو بھی بائن بنا دیتی ہے، چاہے بائن پہلے ہو یا بعد میں ہو۔29

خلاصۃ البحث:

خلاصہ یہ کہ اگر شوہر دوران عدت اپنی رفیقہ حیات کو طلاق دیتا ہے تو اس کی چار صورتیں بنتی ہیں پھر ان کی سولہ قسمیں بنتی ہیں جن میں سے ہر ایک کا حکم مختلف ہے، کہیں ایک رجعی، کہیں ایک بائن، کہیں دو رجعی، کہیں دو بائن اور کہیں ایک رجعی اور ایک بائن واقع ہوتی ہے۔

لحوق اور عدم لحوق دو اصول پر مبنی ہے، ایک یہ کہ اگر پہلی طلاق بائن ہو اور دوسری طلاق کنائی بائن ہو تو پہلی طلاق دوسری طلاق کے ساتھ

ملحق نہیں ہو گی۔

دوسرے یہ کہ اگر طلاق رجعی اور بائن جمع ہو جائیں تو دونوں بائن ہو جاتی ہیں، چاہے بائن پہلے ہو یا بعد میں۔

References

[1] Al-Sakhawi, Shams-Ud-den abulkhair Muhammad bin Abdur Rehman. n.d.. *Al-Daw' al-lami` li Aahli al-Qarni al-Tasi.* Vol. 02.p.194. beirut: manshurat dar maktabat ul hayat.

[2] Abn-e-shenah, Ahmed bin Muhammad. 1973. *Lisanul Hukkam Fi Maarifatil Ahkam.* cairo: Maktabat Mustafa Al-Babi Al-Halabi

[3] Dimishqi, umar bin raza, Muaja ul mualifeen, dar ihia ul turas ul arbi berot, Adiion, no, V1, P 96

[4] Baghdadi, ismail bin Muhammad, Hadiaatularifeen fi asma e ul mualifeen o asar ul musnifeen, Dar ul baheea istanbol, Adition: 1951, V: 1,P:21.

[5] Zirikli, khair ul deen bin mahmood, Al alam, Dar ul ilm berot, Adition: 2002, V:1, P:130.

[6]Al-Sakhawi, Shams-Ud-den abulkhair Muhammad bin Abdur Rehman. n.d. *Al-Daw' al-lami` li ahli al-Qarni al-Tasi.* Vol. 02.p.194. beirut: manshurat dar maktabat ul hayat

[7] Al-Sakhawi, Shams-Ud-den abulkhair Muhammad bin Abdur Rehman. n.d.. *Al-Daw' al-lami` li ahli al-Qarni al-Tasi.* Vol. 02. P.194. beirut: manshurat dar maktabat ul hayat

[8] Al-Sakhawi, Shams-Ud-den abulkhair Muhammad bin Abdur Rehman. n.d.. *Al-Daw' al-lami` li ahli al-Qarni al-Tasi.* Vol. 02. P.194. beirut: manshurat dar maktabat ul hayat

[9] Sarkis, Joseph Elian .1928 .*Mu'jam al-matbu'at al-'Arabiyah wa-al-mu'arrabah .* V.01.P.135-136. Egypt: Matba'ah Sarkis

[10] Al-Zirikli, Khayr al-Din. 2002. *Al-A'lām: Qāmūs Tarājim li-Ashhar al-Rijāl wa-al-Nisā' min al 'Arab wa-al-Musta'ribīn wa-al-Mustashriqīn.* Vol. 1. Beirut: Dār al-'Ilm lil-Malāyīn.

[11] Abn-e-shenah, Ahmed bin Muhammad. 1973. *Lisanul Hukkam Fi Maarifatil Ahkam.* V.1.p.217 cairo: Maktabat Mustafa Al-Babi Al-Halabi

[12] Ghazi, Dr. Mahmud Ahmed. 1993. *adab-ul-qazi.* P.38. Islam Abad: idara tahqeeqat e islami

[13] Abu-Dawud, Sulaymān ibn al-Ash'ath al-Sijistānī. 2009. *Sunan-e-abi Dqwud.* Ch.Kitab-ut-Talaq. H. 2178. bairut: Dar-ul-kutub Al-ilmya.

[14] Muhammad Shafee, Muft, Maarif ulquran, Idarul marif Karchi, adion:2002, V:8, p:477.

[15] Committee of scholars, encyclopedia of jurisprudence (موسوعة الفقهية الكويتية) 1427 Vol.29.P.26.

[16] Al-marghinani, abul-Hasan Ali Bin abu-Bakar. n.d. *Al-Hidayah.* Vol. 2.p. 254 Bairut: Dar Ihya al turath Al Arabi.

[17] Ibn aabden, Muhammad amin bin Muhammad umer,1412 *Rad-ul-muhtar,* Vol. 3. P.398 Bairut: Dār al-Fikr.

[18] Al-Haskafi, Alla_ud-den Muhammad bin Ali. n.d. *Al-Dur-ul-Mukhtar.* Quetta: Maktaba Rashidiya

[19] Committee of scholars, encyclopedia of jurisprudence (موسوعة الفقهية الكويتية) 1427 Vol.29. P.26.

[20] Rehmani, Khalid Saif-ullah. 2007. *Qamoos-ul-Fiqa.* Vol. 4.p.344-345 Karachi: Zam Zam publishers.

[21] Al-Zuhaili, Dr.Wahbah Mustafa. 2014. *al fiqhul islami wa adillatuhu.* Vol. 9. p. 6964. Bairut: Dār al-Fikr.

[22] Al-Zuhaili, Dr.Wahbah Mustafa. 2014. *al fiqhul islami wa adillatuhu.* Vol. 9. p. 6964. Bairut: Dār al-Fikr.

[23] Al-Zuhaili, Dr.Wahbah Mustafa. 2014. *al fiqhul islami wa adillatuhu.* Vol. 9. p. 6964. Bairut: Dār al-Fikr.

[24] Ibn Manzur, Muhammad ibn Mukarram. 1984. *Lisān al-ʿArab.* Vol. 10.p.439 Bairut: Dar Sadir.

[25] Abn-e-shenah, Ahmed bin Muhammad. 1973. *Lisanul Hukkam Fi Maarifatil Ahkam.* V.1.p.166 cairo: Maktabat Mustafa Al-Babi Al-Halabi

[26] Abn-e-shenah, Ahmed bin Muhammad. 1973. *Lisanul Hukkam Fi Maarifatil Ahkam.* V.1.p.166 cairo: Maktabat Mustafa Al-Babi Al-Halabi

[27] Abn-e-shenah, Ahmed bin Muhammad. 1973. *Lisanul Hukkam Fi Maarifatil Ahkam.* V.1.p.166 cairo: Maktabat Mustafa Al-Babi Al-Halabi

[28] Abn-e-shenah, Ahmed bin Muhammad. 1973. *Lisanul Hukkam Fi Maarifatil Ahkam.* V.1.p.166 cairo: Maktabat Mustafa Al-Babi Al-Halabi

[29] Shoib Alam. 2017. *Alfaz e Talaq kay Usool.* P.77. Karachi : Idara-tur-Rashid.